مسئلہ نور و نفیٔ سایہ کے
متعلق دو اہم رسالے

صلاتُ الصّفا (مسماۃ)

و

نفیُ الفیٔ

امام احمد رضا قادری

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

برکات [illegible]
۹/۲ [illegible]
لاہور - پوسٹ کوڈ [illegible]
Marfat.com

مسئلہ نور و نفی سایہ کے
متعلق دو اہم رسالے

صلاتُ الصّفاء
مسمّٰی
فی
نُورِ المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

نفی الفیٔ عمّن
استنار بنُورِہٖ کُلُّ شیٔ

امام احمد رضا قادری

بزمِ عاشقانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

نام کتاب ____________ صلوٰۃ الصفا
نفی الفی

مصنّف ____________ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ

اشاعت ____________ بار اوّل نومبر ۱۹۹۵ء
جمادی الآخر ۱۴۱۶ھ

صفحات ____________ ۵۶

تعداد ____________ گیارہ سو

طابع ____________ رحمان وقاص پرنٹرز لاہور

ناشر ____________ بزمِ عاشقانِ مصطفےٰ

مکان نمبر ۲۵، زبیر سٹریٹ نمبر ۳۲
فلیمنگ روڈ لاہور نمبر ۵۴۰۰۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از لشکر گوالیار محکمہ ڈاک در بار مرسلہ مولوی نور الدین احمد صاحب ۲۸ ذلقیعدہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے نور سے پیدا ہوتے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد یا نور یا نور النور یا نورا قبل کل نور و نورا بعد کل نور یا من لہ النور و بہ النور ومنہ النور والیہ النور ھو النور صل وسلم وبارک علی نورک المنیر الذی خلقتہ من نورک وخلقت من نورہ الخلق جمیعا وعلی اشعۃ انوارہ وآلہ واصحبہ نجومہ واقمارہ اجمعین آمین۔

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰے عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰے عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبد الرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کی:

قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقہ اللہ تعالٰی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدرۃ

Marfat.com

حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول حملۃ العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکۃ ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول السمٰوات و من الثانی الارضین ومن الثالث الجنۃ والنار ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء الحدیث بطولہ

"یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جنّ، آدمی کچھ نہ تھا، پھر جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگانِ حاملِ عرش دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے، پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔"

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہٖ روایت کی اجلّہ ائمۂ دین مثل

Marfat.com

امامِ قسطلانی مواہبِ لدنیہ اور امامِ ابنِ حجر مکی افضل القریٰ اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا[1] میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ وہ تلقیِ امت بالقبول کا منصبِ جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقیِ علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظۂ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی، کما بیناہ فی منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین۔ لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

قد خلق کل شیئ من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح[2]

"بے شک ہر چیز نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ حدیث صحیح اس معنےٰ میں وارد ہوئی۔"

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام۔

---

[1] علامہ حسین بن محمد دیار بکری: تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۲

شاہ عبد الحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ج ۲ ص ۲

علامہ قسطلانی: مواہب مع زرقانی ج ۱ ص ۵۵

علامہ زرقانی: شرح مواہب ج ۱ ص ۵۵

علامہ فاسی: مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لائلپور ص ۲۲۱

[2] علامہ عبد الغنی نابلسی: الحدیقۃ الندیہ " " ج ۲ ص ۳۷۵

نوٹ: علامہ ابنِ حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ حدیث ان اللہ خلق نور محمد قبل الاشیاء من نورہ کو عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹)

Marfat.com

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے :-

قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ وغیرہ فما فی معناہ ؎

" یعنی امام اجل امام اہلِ سنت سیدنا ابو الحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہلِ سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی، اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں "

واللہ سبحٰنہ وتعالےٰ اعلم

مسئلہ ۲ از ٹانڈہ ضلع مرادآباد، مرسلہ مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پیلپسانوی ۲۴ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نورِ محمّدی کو نورِ خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرطِ صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے، بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے ہوا ہے اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہبِ اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو بُرا نہیں جانتا اس میں چون وچرا بیجا ہے، بینوا توجروا۔

؎ علامہ فاسی : مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لائلپور ص ۲۶۵

الجواب

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا :-

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

"اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا"

ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب[1] وغیرہ من العلماء الکرام

عمرو کا قول سخت باطل و شنیع و گمراہی فظیع بلکہ سخت تر امر کی طرف مُنجر ہے، اللہ عزّ وجلّ اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اُس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے اور قولِ زید میں لفظ "بشرطِ صحت" بُوئے انکار دیتا ہے، یہ جہالت ہے، باجماعِ علماء در بارۂ فضائل صحتِ مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں، مع ہٰذا علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصریح فرمائی، علاوہ بریں یہ معنیٰ قدیماً و حدیثاً تصانیف و کلماتِ ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں مذکور و مشہور و ملقّٰے بالقبول رہنے پر خود صحتِ حدیث کی دلیل کافی ہے فان الحدیث یتقوی بتلقی الائمۃ بالقبول کما اشار الیہ الامام الترمذی فی جامعہ وصرح بہ علماؤنا فی الاصول[2] ہاں اُسے باعتبار کُنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے، واقعی نہ رب العزت جلّ وعلا، نہ اُس کے رسولِ اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ مولےٰ تعالےٰ نے اپنے نور سے نورِ مطہر سیدِ انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیونکر بنایا، نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے اور یہی معنیٰ متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا وہ دفعِ خیال ضلال عمرو کے لئے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہو جاتی

---

[1] ملا علامہ قسطلانی : مواہب مع زرقانی ج ۱ ص ۵۵

[2] ملا علی قاری : مرقاۃ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان ج ۳ ص ۹۸

Marfat.com

ہے بے اِس کے کہ اُس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے ۔ اِس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نورِ شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذاتِ شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص و ناتمام ہو گا، بلاشبہ طریقِ اسلم قولِ خالد ہے اور وہی مذہبِ ائمۂ سلف رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین۔

واللہ سبحٰنہ وتعالے اعلم

مسئلہ ۳ : پیشِ نظر رہے یہ بات کہ میں کوئی عالم و فاضل نہیں ہوں کہ بحث و مباحثہ کا خیال درمیان میں آئے، فقط دریافت کرنے کی غرض سے فدویانہ لکھتا ہوں تاکہ میرے عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو وہ صحیح ہو جائے، مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقات انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر خدا نے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا ہے اور تمام مخلوقات پر ان کو بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنے مجھ کو یوں معلوم ہیں، ملاحظہ فرمائیے گا :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جابر ان اللہ خلق نور نبیک من نورہٖ۔

"فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے بزرگ پیدا کیا ذات نبی تیرے کو۔"

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے، چاہتا ہوں کہ شک دور ہو جائے مثال ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کیئے گئے، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک ومنزہ پیدا ہوئے، بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے نور کے معنے فضل کے نہیں، مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو قرآن عظیم میں نورِ الٰہی کی مثال دی کمشکوٰۃ فیہا مصباح کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نورِ ربِ جلیل یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نورِ الٰہی سے نورِ نبوی پیدا ہوا تو نورِ الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا، جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اُس نورِ الٰہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں چاند کا نور آفتاب کی ضیا سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ علم ہیأت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کی برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ ۹ گوبند چند دھر س لین، مرسلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارسی ۹ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسولِ مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں نورِ ذاتی سے یا نورِ صفاتی سے یا دونوں سے، اور نور کیا چیز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کر لوں لقولہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہٖ[1] الحدیث

---

[1] مسلم بن حجاج، امام : مسلم شریف مطبوعہ ملک سراج دین اینڈ سنز، لاہور ج ۱ ص ۷۱

Marfat.com

"تم میں سے کوئی آدمی برائی دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے بدل دے۔" (مرتب)

حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ذکرِ کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللھم صل وسلم و بارک علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ ابداً، درود شریف کی جگہ فقط صاد یا عم یا صلعم یا صللم کہنا ہر گز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنے ہیں اور فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم میں داخل کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون[1] "تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اُتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔" یونہیں تحریر میں القلم احد اللسانین بلکہ فتاوٰے تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیفِ شان نبوت بتایا، طحطاوی علی الدر المختار میں ہے:-

یحافظ علیٰ کتب علیہ الصلٰوۃ والسلام علیٰ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یسأم من تکرارہٖ وان لم یکن فی الاصل ویصلی بلسانہٖ ایضا ویکرہ الرمز بالصلاۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذٰلک کلہ بکمالہ وفی المواضع عن التتارخانیۃ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کفر بلا شک ولعلہ ان صح النقل مقید بقصدہ والا فالظاھر انہ لیس بکفر نعم الاحتیاط فی الاحتراز عن الایہام و

---

[1] البقرہ پ ۱، آیت ۵۹

Marfat.com

والشبھۃ اھ مختصرا [۱]

"حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہو اگرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے، درود یا رضی اللہ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیئے، تاتار خانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم سے لکھا، کافر ہو گیا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اگر یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہو گی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے ہاں احتیاطاً ابہام اور شبہ سے بچنے میں ہے۔" (مرتّب)

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب لعون الملک الوھاب لیجئے۔ نور عرفِ عامہ میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیائے دیدنی کو قال السید فی تعریفات۔ النور کیفیۃ تدرکھا الباصرۃ اولاً وبواسطتھا سائر المبصرات اور حق یہ کہ نور اس سے اجلٰی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

یہ جو بیان ہوا التعریف الجلی بالخفی ہے کما نبہ علیہ فی المواقف و شرحھا، نور بایں معنٰے ایک عرض وحادث ہے اور رب عزوجل اس سے منزہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر کما ذکرہ الامام حجۃ الاسلام الغزالی ثم العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب الشریفۃ، بایں معنٰے اللہ عزوجل نورِ حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور کریمہ اللہ نور السمٰوٰت والارض بلا تکلف وبلا تاویل اپنے معنٰے حقیقی پر ہے فان اللہ عزوجل ھو الظاھر بنفسہ

---

[۱] طحطاوی علی الدر المختار : علامہ طحطاوی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ج ۱ ص ۶

Marfat.com

المظہر لغیرہ من السمٰوات والارض و من فیھن و سائر المخلوقات

حضور پُرنور سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نورِ ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث

شریف میں وارد ہے:۔

ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ

"اے جابر بیشک اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور

اپنے نور سے پیدا فرمایا۔"

رواہ عبد الرزاق ونحوہ عند البیھقی۔

حدیث میں نورہ فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسمِ ذات ہے من نور

جمالہ یا نور علمہ یا نور رحمتہ وغیرہ نہ فرمایا کہ نورِ صفات سے تخلیق ہو، علامہ

زرقانی رحمہ اللہ تعالےٰ اِسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں (من نورہ) ای من نور ھو ذاتہ

یعنے اللہ عزوجل نے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذاتِ الٰہی ہے

یعنے اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا[1] فرمایا کما سیأتی تقریرہ۔ امام احمد قسطلانی مواہب

شریف میں فرماتے ہیں:

لما تعلقت ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقہ ابرز

الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ

الاحدیۃ ثم سلخ منھا العوالم کلھا علوھا وسفلھا[2]

"یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کا پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے

مرتبۂ ذاتِ صرف میں حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا، پھر اُس سے

---

[1] علامہ زرقانی : زرقانی شرح مواہب ج۱ ص۵۵

[2] علامہ قسطلانی : مواہب مع زرقانی ج۱ ص۳۳

Marfat.com

تمام عالمِ علوی و سفلی نکالے"۔

شرحِ علّامہ میں ہے:-

والحضرۃ الاحدیۃ ھی اوّل تعینات الذات و اول رتبہا الذی لا اعتبار فیہ لغیر الذات کما ھو المشار الیہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اللہ ولا شیئ معہ ذکرہ الکاشی[1]

"یعنی مرتبۂ احدیتِ ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیرِ ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اِس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، اسے سیّدی کاشانی قدس سرہ نے ذکر فرمایا"

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّثِ دہلوی، مدارج النّبوۃ میں فرماتے ہیں:-

"انبیاء مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ حق و اولیاء از اسمائے صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفاتِ فعلیہ و سیّدِ رسل مخلوق است از ذاتِ حق و ظہورِ حق در وے بالذّات است"[2]

"انبیاء اللہ کے اسماءِ ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسمائے صفاتیہ سے بقیہ کائنات صفاتِ فعلیہ سے اور سیّدِ رسل ذاتِ حق سے اور حق کا ظہور بالذّات ہے" (مرتّب)

ہاں عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنے نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت

---

[1] علامہ زرقانی : شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۳۳

[2] شاہ عبدالحق محدّثِ دہلوی : مدارج النبوہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ج ۲ ص ۶۰۹

Marfat.com

کے لئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو یا عیاذاً باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصہ یا کُل ذاتِ نبی ہو گیا، اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزّہ ہے۔ حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے کو جزءِ ذاتِ الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔

اس تخلیق کے اصل معنے تو اللہ و رسول جانیں، جلّ وعلیٰ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عالم میں ذاتِ رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں، حدیث میں ہے یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی " اے ابوبکر مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا " ذاتِ الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہمِ ظاہر میں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرتِ حق عزّ جلالہ، نے تمام جہان کو حضور پُرنور محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا لولاک ما خلقت الدنیا[1] آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء[2] " اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین نہ آسمان کو " تو سارا جہان ذاتِ الٰہی سے بواسطۂ حضور صاحبِ لولاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں، لا ان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرۃ العزۃ ثم ھو افاض الوجود علیٰ سائر البریۃ کما تزعم کفرۃ الفلاسفۃ من توسیط العقول، تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا اھل من خالق غیر اللہ " یہ بات نہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اللہ

---

[1] علامہ زرقانی : شرح زرقانی ج ۱ ص ۷۵

[2] امام محمد مہدی الفاسی : مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ص ۲۶۴

Marfat.com

تعالٰی ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے، کیا اللہ تعالٰی کے
علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے" (مرتب)

بخلاف ہمارے حضور علیہ النور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذاتِ الٰہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں، زرقانی شریف میں ہے:

ای من نور ھو ذاتہ لا بمعنی انھا مادۃ خلق نورہ
منھا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ شیئ فی وجودہ[1]

"یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے
جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا ارادہ آپ کے
نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا" (مرتب)

یا زیادہ سے زیادہ بغرضِ توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم و جمیل و جلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیتِ نور سے متکیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر ہوا، کیفیتِ نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذاتِ آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینۂ اوّل پر پڑا بعینہٖ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو، یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اِس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار

---

[1] علامہ زرقانی : شرح زرقانی مواہبِ لدنیہ امامِ قسطلانی ج ۱ ص ۵۵

Marfat.com

وغیرہ اشیاء پر اُن کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اُسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطۂ وصول ہیں، ان کی حدِّ ذات میں دیکھو تو یہ خود نُور تو نُور ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نورِ حقیقی و للہ المثل الاعلیٰ۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منوّر ہوئیں بے اس کے کہ آفتاب خود آئینہ ہو گیا یا اُس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفسِ ذاتِ آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوسائط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہِ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منوّر ہائیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصولِ نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتے کہ نفسِ وساطت بھی یکساں نہیں کما لا یخفی و قد اشرنا الیہ۔

سیّدی ابو سالم عبداللہ عیاشی ہم استاذ علّامہ محمد زرقانی، تلمیذ علّامہ ابو الحسن شبراملسی کتاب "الرحلہ" پھر سیّدی علّامہ عشماوی رحمہم اللہ تعالٰے جمیعاً "شرح صلاۃ" حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالٰے عنہ میں فرماتے ہیں:-

انما یدرکہ علی حقیقتہ من عرف معنی قولہ تعالٰی اللہ نور السمٰوات والارض و تحقیق ذٰلک علی ما ینبغی لیس مما یدرک ببضاعۃ العقول ولا مما تسطّ علیہ

الاوهام و انما يدرك بكشف الهى و اشراق حقه من
اشعة ذلك النور فى قلب العبد فيدرك نور الله بنوره و
اقرب تقرير يعطى القرب من فهم معنى الحديث انه لما
كان النور المحمدى اول الانوار الحادثة التى تجلى بها النور
القديم الازلى وهو اول التعينات للوجود المطلق الحقانى
وهو مدد كل نور كائن او يكون وكما اشرق النور الاول
فى حقيقته فتنورت بحيث صارت هو نورا اشرقت نوره
المحمدى على حقائق الموجودات شيئا فشيئا فهى تستمد
منه على قدر تنورها بحسب كثرة الوسائط وقلتها و عدمها
وكلما اشرق نوره على نوع من انواع الحقائق ظهر النور فى
مظهر الاقسام فقد كان النور الحادث اولا شيئا واحدا ثم
اشرق فى حقيقة اخرى فاستنارت بنوره تنورا كاملا بحسب
ما تقتضيه حقيقتها فحصل فى الوجود الحادث نوران مفيض
و مفاض و فى نفس الامر ليس هناك الا نور واحد اشرق
فى قابل الاستنارة فتنور بتعددات المظاهر والظاهر واحد
ثم كذلك كلما اشرق فى محل ظهر بصورة الانقسام وقد
يشرق نور المفاض عليه ايضا بحسب قوته على قوابل اخر
فتنور بنوره فيحصل انقسام اخر بحسب المظاهر و كلها
راجعة الى النور الاول الحادث اما بواسطة او بدونها قال
وهذا غاية ما تصل اليه العبارة فى هذا التقرير ومثل
فى قصر باعه وعدم تضلعه من العلوم الالهية ان نادى

Marfat.com

التقرير خفی علی واقرب مثال یضرب لذلک نور المصباح
تصبح منہ مصابیح کثیرۃ وهو فی نفسہ باق علی ما هو علیہ
لم ینقص منہ شیئ واقرب من هذا المثال الی التحقیق
وابعد عن الافهام نور الشمس المشرق فی الاهلۃ والکواکب
علی القول بان الکل مستنیر بنوره ولیس لها نور من ذاتها
فقد یقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم فی
هذه الاجرام العلویۃ وفی الحقیقۃ لیس هذا الا نورها
وهو قائم بها لم ینقص منہ شیئ ولم یزایلها منہ
شیئ ولکنہ اشرق فی اجرام قابلۃ الاستنارة فاستنارت
واقرب من هذا للفهم ما یحصل فی الاجرام السفلیۃ من
اشراق اشعۃ الشمس علی الماء او قواریر الزجاج فیستنیر
ما یقابلها من الجدران بحیث یلمع فیها نور کنور الشمس
مشرق باشراقہ ولم ینفصل شیئ من نور الشمس عن محلہ
الی ذلک المحل ومن کشف اللہ حجاب الغفلۃ عن قلبہ
واشرقت الانوار المحمدیۃ علی قلبہ یصدق اتباعہ لہ
ادرک الامر ادراکا اخر لا یحتمل شکا ولا وهما نسأل اللہ
تعالیٰ ان ینور بنور العلم الالهی بصائرنا ویحجب عن
ظلمات الجهل سرائرنا ویغفر لنا ما اجترأنا علیہ من
الخوض فیما لسنا لہ باهل ونسألہ ان لا یؤاخذنا بما
تقتضیہ العبارة من تقصیر فی حق ذلک الجناب اھ مختصرا۔

Marfat.com

" اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے ارشاد اللہ نور السمٰوات والارض کا معنیٰ جانتا ہے کیونکہ وہم اور عقل کے ذرائع اسکا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اِس کو تو صرف بندے کے دل میں اِس نور کو اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ شعاؤں سے ہی سمجھا جا سکتا ہے، پس" نور اللہ" کو اِس نور ہی کے ذریعے سے سمجھا جا سکتا ہے۔

حدیث کے معنے کو سمجھنے کے لئے قریب ترین یہ ہے کہ نورِ محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نورِ اول چمکا اور منوّر ہوا تو اِس نورِ محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اس کی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جبکہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا حالانکہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں یعنی یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ظاہر ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جبکہ یہ تمام انوار بالواسطہ

Marfat.com

یا بلا واسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لئے یہ انتہائی محتاط عبارت ہے جو علومِ الٰہیہ کے موافق ہے، اس سے زائد عبارت خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن ہوئے، اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور اُن سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے جبکہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بنا پر چمکے اور سورج کی روشنی سے منور ہوئے۔

مزید سمجھ کے لئے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاؤں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی یا شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیونکہ براہِ راست دیوار پر سورج کا نور نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالٰی کسی کے قلب کو حجابِ غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوارِ محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا ادراک ایسا کامل ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے اور جن امور میں ہم غور کرنے کے اہل نہیں ان پر ہماری جسارت کو

Marfat.com

معاف فرمائے اور اس جناب میں ہماری عبارت کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائے۔ آمین" (مرتب)

اِس تقریرِ منیر سے مقاصدِ مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے :-

اوّلاً یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نورِ محمدی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے کیونکر بنا، بے اس کے کہ نورِ حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ این وآں بنا ہو اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے، تین سے قلم ولوح وعرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کئے اِلٰی آخرہ، یہ اس کی شعاعوں کا اِنقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا حالانکہ آفتاب نہ منقسم ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا، یوں اندفع ما

استشکله العلامة الشبراملسی ان الحقیقة الواحدة لا تنقسم ولیست الحقیقة المحمدیة الا واحدة من تلك الاقسام و الباقی ان کان منها ایضا فقد انقسمت وان کان غیرها فما معنی الاقسام وحاول الجواب وتبعه فیه تلمیذه العلامة الزرقانی بان المعنی انه زاد فیه لا انه قسم ذلك النور الذی هو نور المصطفٰی صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذ الظاهر انه حیث ظهوره بصورة مماثلة کصورة التی سیصیر علیه لا یقسم الیه والٰی غیره اھ[1]

وحاصل جوابه کما قرره تلمیذه العیاشی وان معنی الانقسام زیادة نور علٰی ذلك النور المحمدی فیؤخذ ذلك الزائد ثم یزاد علیه نور اٰخر ثم کذلك الٰی اٰخر الاقسام قال العیاشی وهذا جواب مقنع بحسب الظاهر والتحقیق والله تعالٰی اعلم وراء ذلك اھ ثم ذکر ما نقلنا عنه اٰنفا ورأیتنی کتبت علٰی هامش الزرقانی ما نصه۔

---

[1] علامہ زرقانی : شرح مواہب ج۱ ص ۵۵

Marfat.com

اقول تبع فیہ شیخہ الشبراملسی؛ الحق ان لا معنی لہ فانہ اذن لا یکون التخلیق من نورہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو خلاف المنصوص والمراد اھ

اقول ویمکن الجواب بان المراد انہ تعالٰی کساہ شعاعا اکثر مما کان ثم فصل من شعاعہ شیئاً وقسمہ کما تأخذہ الملئکۃ شیئا من الاشعۃ المحیطۃ بالکواکب فترمی بہ مسترقی السمع ویقال بذلک ان النجوم لھا ھجوم ولکن منح المولٰی تعالٰی من ذلک التقریر المنیر ما اغنی عن کل تکلف وللہ الحمد وقد کان منح للعبد الضعیف ثم رأیتہ فی شرح العشماوی جزاہ اللہ تعالٰی عنی وعن المسلمین خیرا کثیرا اٰمین۔

"اس (مذکورہ بالا تقریر) سے علامہ شبراملسی کا اعتراض ختم ہوا (اعتراض) حقیقتِ واحدہ تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حقیقتِ محمدیہ اُن اقسام میں ایک قسم ہے اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت) سے ہیں تو یہ حقیقت تقسیم ہوگئی اور اگر باقی چیزیں اس حقیقت کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انہوں (علامہ شبراملسی) نے خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی شاگرد رشید علامہ شبراملسی نے ان کی اتباع کی۔ (جواب) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اس میں اضافہ کیا نہ کہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے نور کو تقسیم کیا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ نے ان کو ایک ایسی صورتِ مثالی عطا کی جس پر حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی تھی تو اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

ان کے جواب کا خلاصہ جسے ان کے شاگرد علامہ عیاشی نے بیان کیا ہے کہ انقسام کا معنٰے نورِ محمدی پر اضافے کے ہیں، پھر اس زائد کو لے لیا اس پر ایک دوسرے نور کا اضافہ کیا۔ اسی طرح آخری تقسیم تک سلسلہ جاری رہا۔

Marfat.com

عیاشی نے کہا کہ ظاہر کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہے اور تحقیق اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے۔ میں (احمد رضا خاں) کہتا ہوں کہ اس (عیاشی) نے اس مسئلہ میں اپنے شیخ شبرملسی کی پیروی کی لیکن حق یہ ہے کہ یہ ایک بے معنے بات ہے کیونکہ اس صورت میں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی، یہ نص اور مراد کے خلاف ہے۔ میں کہتا ہوں اس کا جواب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ نے آپ کے نور کو پہلی شعاع سے زائد شعلع عطا کی پھر اس سے کچھ جدا کیا۔ پھر اُس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں میں سے جو ستاروں کو محیط ہیں، لے کر چھپ کر سننے والے شیطانوں کو مارتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے نجوم کے لئے رجوم ہے۔" (مرتب)

ثانیاً اقول یہ شبہہ بھی دفع ہوگیا کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں، وہ محض ظلمت ہیں تو نورِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنے اور نرے نجس ہیں تو اُس نورِ پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعتِ وجود پایا ہے اس کے لئے تجلی آفتابِ وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو کما تقدم اور شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے۔ وہ جگہ فی نفسہ ناپاک ہے، اُس سے دھوپ ناپاک نہیں ہوسکتی۔

ثالثاً اقول یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اُسی کے پرتوِ وجود سے موجود، یونہی مرتبۂ ایجاد میں صرف ایک ذاتِ مصطفےٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضِ وجود، مرتبۂ کون میں نورِ احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبۂ تکوین میں نورِ احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اُس کے آبگینے وفی ھذا اقول ؎

خالق کل الوریٰ ربک لا غیرہ

نورک کل الوریٰ غیرک لم لیس لن

Marfat.com

ای لم یوجد ولیس موجودا ولن یوجد ابدا۔

"کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپکا رب ہی ہے، آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے، اور آپکا غیر کچھ بھی نہ تھا، نہ ہے، نہ ہو گا۔" (مرتب)

رابعاً اقول نورِ اَحدی تو نورِ اَحدی، نورِ احمدی پر بھی آفتاب کی یہ مثال منیر مثال چراغ سے احسن و اکمل ہے ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصولِ نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوتے، بقا میں اس سے مستغنی ہیں، اگر انہیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد اُن کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے مع ہذا کسبِ نور کے بعد اُن میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نورِ محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا یونہی ہر شئے اپنی بقا میں اُس کی دستِ نگر ہے، آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اُسی کی مدد سے بہر یاب ہے پھر تمام جہان میں کوئی اُس کے مساوی نہیں ہو سکتا، یہ تینوں باتیں مثالِ آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوتے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہی فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے، یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ اُن میں ہے دردنیا و آخرت اور اُن کے اہل اور انس و جن و ملک و شمس و قمر و جملہ انوار ظاہر و باطن حتی کہ شموسِ رسالت علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا ہمارے آفتابِ جہاں تاب عالم مآب علیہ الصلاۃ والسلام من الملک الوہاب

Marfat.com

کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد و امداد و ابتداء و بقاء میں ہر حال، ہر آن اُن کا دست نگر، اُن کا محتاج ہے
وللہ الحمد۔ امام اجل محمد بوصیری قدس سرہٗ ام القریٰ میں عرض کرتے ہیں ؎

کیف ترقیٰ رقیک الانبیاءُ یا سماءً ما طاولتھا سماءُ
لم یساووک فی علاک وقد حا ل سنا منک دونھم و سناءُ
انما مثلوا صفاتک للنا س کما مثل النجوم الماءُ[1]

"یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیونکر کریں، اے وہ آسمانِ رفعت جس سے کسی آسمان نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالاتِ عالیہ میں حضور کے ہمسر نہ ہوئے حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کی صفتوں کی ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے۔"

یہ وہی تشبیہ و تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی وہاں ذاتِ کریم و افاضۂ انوار کا ذکر تھا لہٰذا آفتاب سے تمثیل دی، یہاں صفاتِ کریمہ کا بیان ہے لہٰذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔

مطالع المسرات شریف میں ہے :۔

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محی حیوۃ جمیع الکون بہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھو روحہ وحیوتہ وسبب وجودہ وبقائہٖ[2]

"حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے زندہ فرمانے والے اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقاء کے سبب ہیں۔"

اُسی میں ہے :

---

[1] امام محمد بوصیری: ہمزیہ مع شرحہا علامہ سلیمان جمل مطبوعہ مصر ص ۳-۴-۵
[2] علامہ فاسی: مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ص ۹۹

Marfat.com

ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو ح الاکوان وحیاتہا وسر وجودھا ولولاہ لذھبت وتلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ لاشیئ الا وھو بہ منوط اذ لولا الواسطۃ لذھب کما قیل الموسوط [1]

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان وحیات وسببِ وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست ونابود ہو جائے کہ حضرتِ سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اُس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔"

ھمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا ؎

کل فضل فی العلمین فمن فضل　　النبی استعارۃ الفضلاء [2]

"جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اُس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔"

امام ابنِ حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :۔

لانہ الممد لھم اذھو الوارث للحضرۃ الالٰھیۃ و المستمد منھا بلا واسطۃ دون غیرہ فانہ لایستمد منھا الا بواسطۃ فلا یصل لکامل منھا شیئ الا وھو من بعض مددہ وعلی یدیہ [3]

---

[1] علامہ فاسی : مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور ص ۹۹

[2] امام بوصیری : ہمزیہ شرح مطبوعہ مصر ص ۵۱

[3] علامہ فاسی : مطالع المسرات ص ۲۶۳

Marfat.com

"تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مددِ الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔"

شرح سیّدی عشماوی میں ہے :-

نعمتان ما خلا موجود عنہما نعمۃ الایجاد و نعمۃ الامداد ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الواسطۃ فیہما اذ لولا سبقۃ وجودہ ما وجد موجود و لولا وجود نورہ فی ضمائر الکون لتہدمت دعائم الوجود فہو الذی وجد اولا و لہ تبع الوجود و صار مرتبطا بہ لا استغناء لہ عنہ۔

"کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں نعمتِ ایجاد و نعمتِ امداد اور ان دونوں میں نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں"

اِن مضامینِ جمیلہ پر بکثرت ائمہ و علماء کے نصوصِ جلیلہ فقیر کے رسالہ "سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" میں ہیں ولِلّٰہ الحمد۔

خامسًا ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیثِ مذکور میں نور نبیک کی اضافت بھی من نورہ کی طرح بیانیہ ہے۔ سیّدِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اظہارِ نعمتِ الٰہیہ کے لئے عرض کی واجعلنی نورا اور خود رب العزۃ عزّ جلالہٗ نے قرآنِ عظیم میں اُن کو نور فرمایا قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

Marfat.com

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا

اقول اگر نور سے نبیک میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو تو سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اوّلِ مخلوق نہ ہوتے بلکہ ایک عرض و صفت، پھر وجودِ موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا فلا حاجۃ الی ما قال العلامۃ الزرقانی رحمہ اللہ تعالٰی من ان لا یشکل بان النور عرض لا یقوم بذاتہ لان ھذا من خرق العوائد[1] اھ ورأیتنی کتبت یلیہ لم لا یقال فیہ کما ستقولون فی قرینۃ من نورہ ان الاضافۃ بیانیۃ اھ

اقول خرق العوائد لا کلام فیہ والقدرۃ متسعۃ ولکن وجود الصفۃ بدون الموصوف مما لا یعقل لانہا ان قامت بغیرہ لم تکن صفۃ لہ بل لغیرہ او بنفسہا لم تکن صفۃ اصلا اذ لا صفۃ الا المعنی القائم بغیرہ فاذا قام بنفسہ لم یکن صفۃ وعرضا بل جوھرا وکونہ عرضا مع قیامہ بنفسہ جمع للضدین القدرۃ المتعالیۃ عن التعلق بالمحالات العقلیۃ ووزن الاعمال بمعنی وزن الصحف والبطاقات کما فی حدیث احمد والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ وابن مردویہ واللالکائی والبیہقی فی البعث عن عبد اللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ سیخلص رجلا من امتی علی رأس الخلائق یوم القیٰمۃ فینشر علیہ تسعۃ وتسعین سجلا

---

[1] علامہ زرقانی : شرح مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۵۵۱

کل سجل مثل مد البصر ثم یقول اتنکر من ھٰذا شیئا اظلمک
کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول افلک عذر قال لا یا رب
فیقول بلیٰ ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم علیک الیوم فتخرج
بطاقۃ فیہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فیقول
احضر وزنک فیقول یا رب ما ھٰذہ البطاقۃ مع ھٰذہ السجلات
فیقول انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی
کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اسم اللہ شیئ[1]

" تو اَب علامہ زرقانی کے اِس قول کی حاجت نہ رہی اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نور عرض ہے، قائم بذاتہٖ نہیں ہے کیونکہ یہ خرقِ عادت ہے، میں نے اِس پر لکھا کہ یہ اعتراض کیوں نہ کیا جائے کہ آپ من نورہ میں اضافتِ بیانیہ نہیں مانتے، میں کہتا ہوں (احمد رضا خاں) کہ خرقِ عادت میں تو کوئی کلام نہیں اور خدا کی قدرت بہت وسیع ہے لیکن صفت کا وجود بغیر موصوف کے سمجھ میں نہیں آسکتا (کیونکہ صفت کی دو ہی صورتیں ہیں) موصوف کے غیر کے ساتھ قائم ہو تو موصوف کی صفت نہ ہوگی بلکہ غیر کی ہوگی اور اگر قائم بنفسہا ہو تو صفت ہی نہ ہوئی کیونکہ صفت کہتے اسے ہیں جو غیر کے ساتھ قائم ہو، جب وہ قائم بنفسہا ہو تو وہ نہ صفت ہوئی اور نہ ہی عرض بلکہ وہ جوہر ہوئی اور یہ (کہنا) کہ عرض اور قائم بنفسہٖ بھی ہے تو یہ اجتماعِ ضدین لازم آتا ہے (اور اجتماعِ ضدین باطل ہے) اور قدرتِ الٰہیہ محالاتِ عقلیہ سے متعلق نہیں ہوتی وزن اعمال (جو کہا جاتا ہے) بایں معنٰے ہے کہ کاغذ اور صحیفے

---

[1] ابو عیسےٰ ترمذی ، جامع ترمذی ، باب الایمان مطبوعہ نور محمد، کراچی ص ۳۷۸

Marfat.com

تو لے جائیں گے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے جسے احمد، ترمذی، ابنِ حبان، حاکم نے صحیح قرار دیا ہے، ابنِ مردویہ، امام لالکائی اور بیہقی نے قیامت کی بحث میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن لے گا، پھر اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک ہوگا، پھر اُسے کہا جائے گا تو اس سے انکار کرتا ہے یا میرے فرشتوں (کراماً کاتبین) نے تم پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا اے میرے رب نہیں، اللہ فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں، اللہ فرمائیگا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا، اللہ فرمائے گا جا! اس کا وزن کرا بندہ عرض کرے گا کہ ان رجسٹروں کے سامنے اس کاغذ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں ننانوے رجسٹر رکھے جائیں گے اور دوسرے میں وہ کاغذ (جس پر کلمہ شریف لکھا ہوگا) چنانچہ رجسٹروں کا پلڑا ہلکا ہوگا اور کاغذ کا بھاری اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔" (مرتب)

بالجملہ حاصلِ حدیث شریف یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو اپنی ذاتِ کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلّی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں، صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔

واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم

Marfat.com

مسئلہ۵ از کلکتہ، مچھوا بازار، اسٹریٹ نمبر ۲۱، متصل چولیا مسجد، مرسلہ حکیم اظہر علی صاحب، ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

بحضورِ اقدس جناب مولانا مدظلہ العالی ۔ یہ اشتہار ترسیلِ خدمت ہے، اگر صحیح ہو تو اس پر صاد کر دیا جائے، والا جواب مفصل ترقیم فرمائیں والادب ۔ اظہر علی عفی عنہ

نقل اشتہار

دب نہ دنی علما نورِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالےٰ کا ذاتی نور یعنی جزءِ ذات یا عین ذات کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ پیدا کیا ہوا، نور مخلوق ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اول ما خلق اللہ نوری اول ما خلق اللہ القلم اول ما خلق اللہ العقل کذا فی تاریخ الخمیس و فی سر الاسرار اور ذاتی نور کہنے سے نورِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو جزءِ ذات یا عین ذات یا ٹکڑا ذات خدائے تعالےٰ کا کہنا لازم آتا ہے، یہ کلام کفر ہے اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ذاتی کے معنے اگر اصطلاحی لئے جائیں تو جزءِ خدا یا عین خدا یا ٹکڑا ذاتِ خدا کا ہونا لازم آتا ہے، یہی کلام کفر ہے اور عقائد بعض جُہّال کے یہی ہیں، اس سبب سے نورِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالےٰ کی ذات کا ٹکڑا نہ کہنا چاہئے، اگر نورِ رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نورِ خدا یا نورِ مخلوق خدا یا نورِ ذاتِ خدا یا نورِ جمالِ خدا کہے تو کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں فرمایا ہے لما خلق اللہ تعالٰی روح محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولا من نور جمالہ۔ اور حدیث قدسی میں آیا ہے خلقت روح محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من نور وجھی کما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی اول ما خلق اللہ نوری کیونکہ ایک چیز کو دوسرے کی طرف

Marfat.com

اضافت کرنے سے جزء اُس کا یا عین اس کا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ مضاف و مضاف الیہ کے درمیان مغائرت شرط ہے چنانچہ بیت اللہ و ناقۃ اللہ و نور اللہ و روح اللہ، پس ثابت ہوا کہ نورِ رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نورِ ذاتِ خدا یا نورِ جمالِ خدا ہے، نورِ ذاتی یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات کا ٹکڑا و جزء و عین نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

المشتہر: عبدالمہیمن قاضی علاقہ تھانہ بھوبازار وغیرہ کلکتہ

الجواب

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عزوجل کے نورِ ذاتی یعنی عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحاتِ علمائے کرام سے محقق کیا اور اس کے معنے بھی وہیں مشرح کر دیئے۔ حاش للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نورِ رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ! ذاتِ الٰہی کا جز یا اس کا عین و نفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد ای ادعاء الجزئیۃ مطلقا والعینیۃ بمعنی الاتحاد ای ھو ھو فی مرتبۃ الفرق اما ان الوجود واحد والموجود واحد فی مرتبۃ الجمع والکل ظلالہ وعکوسہ فی مرتبۃ الفرق فلا موجود الا ھو فی مرتبۃ الحقیقۃ الذاتیۃ اذ لاحظ لغیرہ فی حد ذاتہ من الوجود اصلا جملۃ واحدۃ من دون ثنیا فحق ناصع لاشک فیہ مگر نورِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نورِ ذاتی کہنے سے نہ عینِ ذات یا جزءِ ذات ہونا لازم نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز، نہ عرفِ عام علماء و عوام میں اُس سے یہ معنے مفہوم، نہ نورِ ذات کہنے کو نورِ ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

اولاً ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزء ماہیت ہو خاص ایساغوجی کی اصطلاح ہے، علماء و عامہ کے عرفِ عام میں نہ یہ معنے مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم، عام محاورہ میں کہتے ہیں یہ میں اپنے ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی سنی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی روپیہ سے بنائی ہے یعنی چندہ وغیرہ مالِ غیر سے نہیں۔ ائمہ اہلِ سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفاتِ الٰہیہ

Marfat.com

عینِ ذات نہیں، اللہ عزوجل کے علم و قدرت و سمع و بصر و ارادہ و کلام و حیات کو اس کی صفتِ ذاتی کہتے ہیں، حدیقۂ ندیہ میں ہے :-

اعلم ان الصفات التی ھی لاعین الذات ولا غیرھا انما ھی الصفات الذاتیۃ الخ [1]

" بیشک وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کی نہ عین اور نہ غیر ہیں، صرف وہ ذاتی صفات ہیں۔" (مرتب)

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف، رسالہ "تعریفات" میں فرماتے ہیں :-

الصفات الذاتیۃ ھی ما یوصف اللہ تعالیٰ بھا ولا یوصف بضدھا نحو القدرۃ والعزۃ والعظمۃ وغیرھا۔

" ذاتی صفات وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ موصوف ہے اور اُن کی ضد سے موصوف نہیں جیسے قدرت، عزت، عظمت وغیرہا۔" (مرتب)

وجوبِ ذاتی و امتناعِ ذاتی و امکانِ ذاتی کا نام حکمت و کلام و فلسفہ وغیرہا میں سنا ہوگا یعنی ان الذات تقتضی لذاتھا الوجود او العدم۔ اوّلاً ان میں کوئی بھی اپنے موصوف کا نہ عینِ ذات ہے نہ جزء، بلکہ مفہوماتِ اعتباریہ ہیں جن کے لئے خارج میں وجود نہیں کما حقق فی محلہ۔ یونہی صلیین اعنی علمِ کلام و علمِ اصولِ فقہ میں افعال کے حسنِ ذاتی و قبحِ ذاتی کا مسئلہ اور اس میں ہمارے ائمۂ ماتریدیہ کا مذہب سنا ہوگا حالانکہ بداہۃً حسن و قبح نہ عینِ فعل ہیں نہ جزءِ فعل۔ محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں :-

ما اتفقت فی الاغراض والعادات واستحق بہ المدح والذم فی نظر العقول لتعلق مصالح الکل بہ ھو المراد بالذاتی للقطع بان مجرد حرکۃ الید قتلا ظلما لاتزید حقیقتھا

---

[1] علامہ عبدالغنی نابلسی : حدیقۂ ندیہ مکتبہ نوریہ رضویہ ج ۱ ص ۲۵۴

Marfat.com

علیٰ حقیقتہا عدلا فلو کان الذاتی مقتضی الذات اتحد

لازمہ مہما حسنا و قبحا فان ما یراد (ای بالذاتی) ما یجزم بہ

العقل لفعل من الصفۃ بمجرد تعلقہ کائنا عن صفۃ نفس

من قام بہ فباعتبارہا یوصف بانہ عدل حسن او ضدہ اھ

ثانیاً ذاتی میں یائے نسبت ہے، ذاتی منسوب بہ ذات اور متغائرین میں ہر اضافت مصحح نسبت جو چیز دوسرے کی طرف مضاف ہوگی ضرور اس کی طرف منسوب ہوگی کہ اضافت بھی ایک نسبت ہی ہے، تو جب نورِ ذات کہنا صحیح ہے تو نورِ ذاتی کہنا بھی قطعاً صحیح ہوگا ورنہ نسبت ممتنع ہوگی تو نورِ ذات کہنا بھی باطل ہو جائے گا ھٰذا خلف۔

ثالثاً نورِ ذات کہنا جس کا جواز مانع کو بھی تسلیم ہے اس میں اضافتِ بیانیہ ہو یعنی وہ نور کہ عین ذاتِ الٰہی ہے تو معاذ اللہ نورِ رسالت کا عین ذاتِ الوہیت ہونا لازم آتا ہے پھر یہ کیوں نہ منع ہوا، اگر کہئے یہ معنے مراد نہیں بلکہ اضافت لامیہ ہے اور اس کی وجہ تشریف جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ تو اسی معنے پر نورِ ذاتی میں کیا حرج ہے یعنی وہ نور کہ ذاتِ الٰہی سے نسبتِ خاصہ ممتازہ رکھتا ہے، شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں ہے:۔

اضافۃ تشریف و اشعار بانہ خلق عجیب وان لہ

شانا لہ مناسبۃ ما الی الحضرۃ الربوبیۃ علی حد

قولہ تعالیٰ و نفخ فیہ من روحہ [1]

" اضافت تشریفیہ ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آپ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عجیب مخلوق ہیں اور بارگاہِ ربوبیت میں آپ کو خاص نسبت ہے جیسے و نفخت فیہ من روحی " (مرتب)

---

[1] علامہ زرقانی: شرح زرقانی ج۱ ص ۵۵

Marfat.com

رابعاً نور ذاتی میں اگر ایک معنے معاذاللہ کفر ہیں کہ ذاتی کو اصطلاح فنِ ایساغوجی پر حمل کریں جو ہرگز قائلوں کی مراد نہیں بلکہ غالباً ان کو معلوم بھی نہ ہو گی تو نورِ ذات یا نور اللہ کہنے میں جن کا جواز خود مانع کو مسلم ہے عیاذاً باللہ متعدد وجہ پر معانی کفر ہیں۔

ہم نے فتوائے دیگر میں بیان کیا کہ نور کے دو معنے ہیں، ایک ظاہر بنفسہٖ مظہر لغیرہ، بایں معنے اگر اضافتِ بیانیہ لو تو نورِ رسالت عینِ ذاتِ الٰہی ٹھہرے اور یہ کفر ہے اور اگر لامیہ لو تو یہ معنے ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذاتِ خود ظاہر اور ذاتِ الٰہی کا ظاہر کرنیوالا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنے کیفیت و عرض جیسے چمک، جھلک، اجالا، روشنی کہتے ہیں، معنیٔ پر اضافت بیانیہ لو تو کفرِ عینیت کے علاوہ ایک اور کفر عرضیت عارض ہو گا کہ ذاتِ الٰہی معاذاللہ ایک عرض وکیفیت قرار پائی اور اگر لامیہ لو تو کسی کی روشنی کہنے سے غالباً یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے نورِ شمس و نورِ قمر و نورِ چراغ یوں معاذاللہ، اللہ عزوجل محلِ حوادث ٹھہرے گا، یہ بھی صریح ضلالت و گمراہی و منجر بہ کفرِ لزومی ہے، ایسے خیالات سے اگر نورِ ذاتی کہنا ایک درجہ ناجائز ہو گا تو نورِ ذات و نور اللہ کہنا چار درجے، حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلم ہونے کے علاوہ نور اللہ تو خود قرآنِ عظیم میں وارد ہے:-

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون[1] ہ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ہ[2]

"اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تام فرمانے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔"

(مرتب)

حدیث میں ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ (مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔) (مرتب)

---

[1] القرآن، سورہ الصف، آیت ۸ [2] القرآن توبہ ۳۲

Marfat.com

خامسًا مضاف و مضاف الیہ میں اگر مغائرت شرط ہے تو منسوب و منسوب الیہ میں کیا شرط نہیں۔

سادسًا بلکہ اِس طور پر جو مانع نے اختیار کیا، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوقِ الٰہی نہ رہیں گے، دو چیزیں حضور سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی اور یہ خلافِ حدیث و خلافِ نصوصِ ائمۂ قدیم و حدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا یا جابر ان اللّٰہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ "اے جابر! اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا" یہاں دو اضافتیں ہیں، نورِ نبی و نورِ خدا، اور مشتہر کے نزدیک اضافت میں مغائرت شرط ہے تو نورِ نبی غیرِ نبی ہوا اور نورِ خدا غیرِ خدا اور غیرِ خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے تو نورِ خدا مخلوق ہوا اور اس نور سے نورِ نبی بنا تو ضرور نورِ خدا نورِ نبی سے پہلے مخلوق تھا اور نورِ نبی باقی سب اشیاء سے پہلے بنا اور اشیاء میں خود نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی ہیں تو نورِ نبی، نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا اور اس سے پہلے نورِ خدا بنا تو نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے، یہ محض باطل ہے۔

سابعًا حل یہ ہے کہ ایسا غوجی میں ذاتی مقابلِ عرضی ہے بایں معنٰی اللہ عزوجل نورِ ذاتی و نورِ عرضی، دونوں سے پاک و منزّہ ہے مگر وہ یہاں نہ مراد نہ مفہوم اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفاتی و اسمائی ہے اور یہاں یہی مقصود، بایں معنٰی اللہ عزوجل کے لئے نورِ ذاتی و نورِ صفاتی و نورِ اسمائی سب ہیں کہ اس کی ذات و صفات و اسماء کی تجلّیاں ہیں، نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تجلیٔ ذات اور انبیاء و اولیاء و سائر خلق اللہ تجلیٔ اسماء و صفات ہیں جیسا کہ ہم نے فتوائے دیگر میں شیخ محقق سے نقل کیا، رحمہ اللہ تعالےٰ، واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وّاٰلہٖ وسلم۔

Marfat.com

نفی سایۂ مصطفوی (علیہ السلام) کے بارے میں ایک مدلّل رسالہ

نفی الفئ عمّن استنار بنورہ کل شئ

امام احمد رضا قادری

Marfat.com

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبیّنا من نورہ و خلق الانوار جمیعا من لمعات ظہورہ فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الانوار و ممد جمیع الشموس و الاقمار سماہ ربہ فی کتابہ الکریم نورا و سراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس و لا تبین یوم من امس و لا تعین وقت للخمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس جعلنا اللہ تعالیٰ منہم فی الدنیا و یوم لا یسمع الا ھمس۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کیلئے سایہ تھا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

بے شک اس مہرِ سپہرِ اصطفاء، ماہِ منیرِ اجتباء صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوالِ علمائے کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ و جہابذ فضلا مثل حافظ رزین محدث و علامہ ابنِ سبع صاحبِ شفاء الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ و امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ و علامہ حسین بن محمد دیار بکری واصحابِ سیرتِ شامی و سیرتِ حلبی و امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی و امام شمس الدین ابو الفرج ابنِ جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء و علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحبِ نسیم الریاض و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحبِ مواہبِ لدنیہ و منہج محمدیہ و فاضل اجل محمد زرقانی مالکی

Marfat.com

شارح مواہب و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی و بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی و شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلۂ فاضلین و مقتدایان کہ آجکل کے مدعیانِ خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اِس کی تصریح کرتے آئے اور مفتیٔ عقل و قاضیٔ نقل نے باہم اتفاق کرکے اس کی تاسیس و تشیید کی :-

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر [1]

یعنی "سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں"

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالٰے حضرت سیدنا و ابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کرتے ہیں :-

قال لم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوؤہ ضوء الشمس ولم یقم مع السراج قط الا غلب ضوؤہ علی ضوء السراج [2]

یعنی "رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابشِ نور نے اس کی چمک کو دبالیا۔"

امامِ علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰے نے کتاب خصائصِ کبرٰی میں

---

[1]

[2] ابنِ جوزی کتاب الوفاء ج۲ ص ۴۰۷ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ

Marfat.com

اِس معنے کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیثِ ذکوان ذکر کر کے نقل کیا :-

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا [1]

یعنی "ابنِ سبع نے کہا حضور کے خصائصِ کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نورِ محض تھے تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا، بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کر دے"۔

نیز انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باب ثانی فصلِ رابع میں فرماتے ہیں :-

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نورا قال رزین لغلبۃ انوارہ [2]

"نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، ابنِ سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں، امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں"۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ شفاء شریف میں فرماتے ہیں :-

---

[1] جلال الدین سیوطی   خصائصِ کبریٰ   ج ا   ص ۱۶۹   دار الکتب الحدیثیۃ، مصر

[2] ایضاً   انموذج اللبیب   ص ۵۳   مطبع الکتاب، لاہور

Marfat.com

وماذکر من ان لاظل لشخصہ فی شمس ولا قمر

لانہ کان نورا [1]

یعنی "حضور کے دلائلِ نبوت وآیاتِ رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسمِ انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں انتہیٰ"۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالےٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں، دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوارِ حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے، پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایۂ احمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت وفضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں بہ تحقیق قرآنِ عظیم ناطق ہے کہ آپ نورِ روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں

وھذا نصہ الخفاجی:

(و) ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ماذکر) بالبناء للمجھول والذی ذکرہ ابن سبع (من انہ) بیان ما الموصولۃ (لاظل لشخصہ) ای جسدہ الشریف اللطیف اذا کان (فی شمس ولا قمر) مما تریٰ فیہ الظلال لحجب الاجسام ضوء النیرین ونحوھما وعلل ذلک ابن سبع بقولہ (لانہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کان نورا) والانوار شفافۃ لطیفۃ لاتحجب غیرھا والانوار لاظل لھا کما تشاھد فی انوار الحقیقۃ وھذا

---

[1] قاضی عیاض شفاء شریف ج ۱ ص ۳۰۶

Marfat.com

رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال

لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع

شمس الا غلب ضوءہ ضوئہا ولا مع السراج الا غلب ضوءہ ضوءہ

وقد تقدم ھٰذا والکلام علیہ ورباعیتہ فیہ وھی ؎

ماجر لظل احمد اذیال — فی الارض کرامۃ کما قد قالوا

ھٰذا عجب وکم بہ من عجب — والناس بظلہ جمیعا قالوا

وقالو اھٰذا من القیلولۃ وقد نطق القرآن بانہ النور المبین

وکونہ بشرا لا ینافیہ کما توھم فان فہمت فہو نور علی نور

فان النور ھو الظاھر بنفسہ المظھر لغیرہ وتفصیلہ

فی مشکوٰۃ الانوار [1] انتہیٰ

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

چوں فنا کش از فقر پیرایہ شود — او محمد وار بے سایہ شود [2]

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا :

" در مصرع ثانی اشارہ بمعجزۂ آں سرور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہ آں سرور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد "

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالے مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں،

---

[1] علامہ شہاب الدین خفاجی — نسیم الریاض — ج ۳ ص ۲۸۲ — مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت

[2] مولانا رومی علیہ الرحمہ — مثنوی شریف — دفتر پنجم ص ۷۷ — مرکزی تحقیقات فارسی پاکستان

Marfat.com

اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضورؐ کے نور سے استدلال اور حدیث اجعلنی نورا
سے استشہاد کیا حیث قال :-

لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا
قمر رواہ الترمذی عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظھر
لہ ظل قال غیرہ و یشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی دعائہ واجعلنی نورا [1]

اسی طرح سیرتِ شامی میں ہے وزاد عن الامام الحکیم قال معناہ لئلا یطأ علیہ
کافر فیکون مذلۃ لہ [2] یعنی امام ترمذی نے فرمایا اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر
پاؤں نہ رکھے۔

اقول سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت
کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا، اس سے دریافت فرمایا، بولا بات یہ ہے کہ
اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے
روندتا چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزّ جلالہ نے اپنے حبیبِ اکرم
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا، نیز اسی طرح سیرتِ حلبیہ [3] میں ہے قد رمافی
شفاء الصدور۔

محمّد زرقانی رحمہ اللہ تعالےٰ شرح میں فرماتے ہیں حضورؐ کے لئے سایہ نہ تھا اور

---

[1] علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی : مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ مصر

[2] محمد بن یوسف الشامی : سبل الہدیٰ والرشاد (سیرتِ شامی) ج ۲ ص ۱۲۳

[3] علی بن برہان الدین الحلبی : سیرتِ حلبیہ ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ ، بیروت

Marfat.com

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلے اللہ تعالیٰ علیہ و سلم النوع الرابع ما اختص صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں :-

لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر [1]

"حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا"

بعینہٖ اسی طرح کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہٖ تعالےٰ لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسھم خیرا فرماتے ہیں :-

قال عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذٰلک الظل [2]

"امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالےٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے"

امام ابنِ حجر مکی افضل القریٰ میں زیر قولِ ماتن قدس سرہٗ لم یساووک فی علاک وقد حال سنامنک دونھم وسناء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک اُنکے پہنچنے سے مانع ہوئی ، فرماتے ہیں :-

ھو مقتبس من تسمیتہ تعالیٰ لنبیہ نورا فی نحو قد جاء کم من اللہ نور وکتٰب مبین وکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکثر الدعاء بان اللہ یجعل کلا من حواسہ واعضائہ وبدنہ نورا اظہار الوقوع ذٰلک وتفضل اللہ تعالیٰ علیہ بہ لیزداد شکرہ و

---

[1] الشیخ حسین بن محمد الدیار بکری تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۴۰ مطبوعہ مطبع عثمان عبدالرزاق

[2] علامہ نسفی ؒ تفسیر مدارک ج ۳ ص ۱۳۵ مطبوعہ دار الکتب العربی ۔ بیروت

Marfat.com

وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں جیسا کہ ابنِ سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں سبب اس کا یہ تھا کہ حضورؐ کا نور ساطع تمام انوارِ عالم پر غالب تھا اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر پڑے

وھٰذا کلامہ برمتہ :- (زرقانی کی اصل عبارت)

(ولم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس و لا قمر) لانہ کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین بغلبۃ انوارہ قیل حکمۃ ذالک صیانتہ عن ان یطأ کافر علی ظلہ (رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان) ابی السمان الزیات المدنی اوابی عمرو المدنی مولی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکل منہما ثقۃ من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشٰی فی الشمس اوالقمر لا یظھر لہ ظل) لان النور لا ظل لہ (وقال غیرہ ویشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ) لما سأل اللہ تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائہ وجہاتہ نورا ختم بقولہ (واجعلنی نورا) والنور لا ظل لہ وبہ یتم الاستشھاد انتہٰی [1]

---

[1] علامہ زرقانی زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۴ ص ۲۵۲

شکرا منہ علی ذٰلک کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر البقرۃ مع وقوعہ و تفضل اللّٰہ تعالیٰ بہ لذٰلک و مما یؤیدانہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم صار نورا و انہ کان اذا مشٰی فی الشمس والقمر لایظھر لہ ظل لانہ لایظھر الا لکثیف وھو صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قد خلصہ اللّٰہ من سائر الکثافات الجسمانیۃ و صیرہ نورا صرفا لایظھر لہ ظل اصلا۔

یعنی" یہ معنیٰ اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اِس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی میرے تمام حواس و اعضاء سارے بدن کو نور کر دے اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہارِ وقوع و حصولِ فضلِ الٰہی کے لئے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نورِ محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالےٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کر کے نرا نور کر دیا لہٰذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا"

علّامہ سلیمان جمل فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں :۔

لم یکن لہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل یظھر فی شمس ولا قمر [1]۔

---

[1] علامہ سلیمان جمل فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ ص ۵ مطبوعہ مکتبۃ التجاریۃ الکبرٰے، مصر

Marfat.com

"نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں"۔

فاضل محمد بن فہمیہ کی اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ واہل بیتہ الطاہرین، میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں ہے :۔

وانہ لا فیئ لہ

"حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کیلئے سایہ نہ تھا"

مجمع البحار میں برمز کش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے :۔

من اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النور قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اذا مشیٰ فی الشمس و القمر لا یظہر لہ ظل [1]

"حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا"۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :۔

ونبود مر آنحضرت را صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول وعجب است ازیں بزرگان کہ ذکر نکردند چراغ را و نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و نور را سایہ نمے باشد انتہیٰ [2]

---

[1] الشیخ محمد طاہر — مجمع بحار الانوار — ج ۳ — ص ۴۰۲ — مطبوعہ لکھنؤ (انڈیا)

[2] شاہ عبدالحق محدث دہلوی — مدارج النبوۃ — ج ۱ — ص ۴۳ — مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(ترجمہ) [2] سرکارِ دوعالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

جنابِ شیخ مجددِ جلد سوم مکتوبات مکتوب صدم میں فرماتے ہیں :۔

او راعـــہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود در عالمِ شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است، چوں لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد لہ

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں :۔

واجب را تعالے عـــہ چرا ظل بود کہ ظل موہمِ تولیدِ مثل است ومنبیٔ از شائبۂ عدمِ کمالِ لطافتِ اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد لہ

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ میں لکھتے ہیں :۔

سایۂ ایشاں بر زمیں نمی افتاد سہ

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہٗ استدلال امام ابنِ سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نوراً سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں

لہ مجددِ الف ثانی   مکتوبات   ج ۳   ص ۹۳   مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی
لہ ایضاً   ج ۳   ص ۱۵۵
سہ شاہ عبدالعزیز   تفسیر عزیزی   ج ۳   ص ۳۱۲

عـــہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا عالمِ شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے ؟

عـــہ اللہ تعالے کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالے میں کمالِ لطافت نہیں ہے، دیکھیے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔

سہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔

Marfat.com

بنظرِ احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدّعا پر دلالتِ واضحہ یہ ہے، دلیل شکل اوّل بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغریٰ یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور ہیں اور کبریٰ یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں جو اِن دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا' آپ ہی پائے گا مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائشِ گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدۂ بصر و شہادتِ بصیرت سے ثابت' سایہ اُس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب' نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے، اِس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں اور صغریٰ یعنی حضورِ والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے' حاجتِ بیان حجت نہیں مگر تبکیتِ معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرتِ حق سبحانہ وتعالےٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا[۱]

"اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا"

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں اور خود قرآنِ عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا :-

وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا[۲] ع

اور فرماتا ہے :-

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ[۳]

۱ے $\frac{۳۳}{۴۵}$ ۲ے $\frac{۷۱}{۱۶}$ ۳ے $\frac{۵}{۱۵}$

ع ترجمہ : اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔

Marfat.com

"بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن"

علمار فرماتے ہیں یہاں نور سے مراد محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیۂ کریمہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى عـہ میں امام جعفر صادق اور کریمہ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ عـہ میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذاتِ پاک سیدِ لولاک مراد لیتے ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۔[۳]

بخاری ومسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وفی عصبی نورا وفی لحمی نورا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وامامی نورا وخلفی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعلنی نورا ۔[۴]

"کہ الٰہی میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت وپوست وخون واستخوان اور میرے زیر وبالا وپس وپیش وچپ وراست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کردے۔"

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ ومہر درخشندہ نورِ الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا؟ حدیثِ ابنِ عباس میں ہے کہ اُن کا نور چراغ وخورشید پر غالب آتا، اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد ہے کہ ان کی روشنیاں

---

[۱] ۵۳/۱ [۲] ۸۶/۳-۲ [۳] علامہ قاضی عیاض : شفار شریف ج۱ ص ۲۸-۳۰

[۴] مسلم بن الحجاج مسلم شریف ج۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی

عـہ اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ عـہ اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔

Marfat.com

اس کے حضور پھیکی پڑ جاتیں جیسے چراغ پیشِ مہتاب یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جائیں جیسے ستارے حضورِ آفتاب :-

ابنِ عباس کی حدیث میں ہے :-

واذا تکلم رُئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ [1]

"جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا"

وصاف کی حدیث میں وارد ہے :-

یتلألؤ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر اقنی العرنین

لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتاملہ اشم انور المتجرد [2]

"یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا اُبکا متجلّی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا، صلے اللہ تعالےٰ علیٰ کل عضو من جسمہ الانور الاعطر و بارک وسلم"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کان الشمس تجری فی وجھہ [3]

"گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا" اور فرماتے ہیں اذا ضحک یتلألؤ الجدر [4]

"جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں"

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں لو رأیتہ لقلت الشمس طالعۃ [5] "اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے" ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں رأینا کان النور یخرج من فیہ [6] "ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہانِ پاک سے"

---

[1] قاضی عیاض — شفاء شریف ج ۱ ص ۵۵ [1] [2] شمائل ترمذی ص ۲-۳ (امین کمپنی، دہلی)

[3][4] قاضی عیاض — شفاء شریف ج ۱ ص ۵۱

[5] علامہ جلال الدین سیوطی — خصائصِ کبریٰ ج ۱ ص ۱۷۹ دار الکتب الحدیثیہ، مصر

[6] مجمع الزوائد، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی — دار الکتاب، بیروت ج ۸ ص ۲۸۰

Marfat.com

احادیثِ کثیرہ مشہورہ میں وارد جب حضورؐ پیدا ہوئے، ان کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔ چند روایتوں میں ہے اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب[1] "شرق سے غرب تک منور ہو گیا۔" اور بعض میں ہے امتلأت الدنیا کلھا نورا[2] "تمام دنیا نور سے بھر گئی۔"

آمنہ حضورؐ کی والدہ فرماتی ہیں رایت نورا ساطعا من رأسہ قد بلغ السماء[3] "میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔"

ابنِ عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی، میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے، حضورؐ کے نورِ رخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی[4]

علامہ فاسی مطالع المسرات میں علامہ ابنِ سبع سے نقل کرتے ہیں :-

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ[5]

"نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور سے خانۂ تاریک روشن ہو جاتا۔"

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہیئے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسمِ کثیف

---

[1] علامہ یوسف نبہانی — انوارِ محمدیہ — ج ۱ — ص ۲۴۰ — مطبوعہ مکتبہ ایشیق استانبول، ترکی

[2] جلال الدین سیوطی : — خصائصِ کبرےٰ — ج ۱ — ص ۱۱۸ — (دار الکتب الحدیثیۃ، مصر)

[3] ایضاً : — ص ۱۲۲

[4] تاریخ ابن عساکر — بحوالہ خصائصِ کبرےٰ — علامہ جلال الدین سیوطی — ج ۱ — ص ۱۵۶

[5] امام محمد المہدی الفاسی — مطالع المسرات — ص ۳۹۳ — مکتبہ رضویہ، فیصل آباد

Marfat.com

کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسمِ اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدمِ سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرضِ استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار' مکابرہ و کج بختی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہدے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہو، وہ بھی دکھلائے، ہم ارشاداتِ علماء سند میں لاتے ہیں تو وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سُنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا،

مجرد ما و شما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

وہ بشر ہیں مگر عالمِ علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسمِ انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں لست کمثلکم[1] "میں تم جیسا نہیں" و یروی لست کھیئتکم[2] "میں تمہاری ہیئت پر نہیں" و یروی ایکم مثلی[3] "تم میں سے کون مجھ جیسا ہے" آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نورِ رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہیں[4] پھر صرف اس قیاسِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے اُن کے بھی ہوگا، ثبوتِ سایہ ماننا یا اسکی

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳ انجمن نقشبندیہ قصور

مسلم بن الحجاج مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۱ مجتبائی دہلی

[2] و [3] مسلم بن الحجاج بحوالہ مذکورہ [4] علامہ شہاب الدین خفاجی : نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲

Marfat.com

نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دور پڑتا ہے ؎

الا ان محمد ابشر لا کالبشر

بل ھو یاقوت بین الحجر

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے معجزاتِ ثابتہ و خصائصِ صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا، وہ خود فرماتے ہیں :-

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہ والناس اجمعین ۔[۱]

"تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں"

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشرِ فضائل و تکثیرِ مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام وسحر نفیِ محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ دوست کا۔

جانِ برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا، جانِ ایمان وکانِ احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بارتنِ نازک پر اٹھا لیا، تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول اور وہ شب وروز تمہاری بخشش کیلئے گریاں وملول،

جب وہ جانِ رحمت وکانِ رأفت پیدا ہوا، بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب

---

[۱] محمد بن اسمٰعیل بخاری بخاری شریف ج ۱ ص ۷ مکتبہ ہاشمیہ میرٹھ، انڈیا

Marfat.com

ھب لی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی[1] فرماتے تھے، قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری[2] سنو گے اور اس غمخوارِ امت کے لب پر رب امتی کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا، صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا، کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آوازِ جانگداز اس معصومِ عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی، ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح ستائش و نشرِ فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشمِ خردبین میں سرمۂ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبۂ اعتساف نکال پھر یہ تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصفِ ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشرِ محاسن و تکثیرِ مدائح نہ دوستی کا مقتضٰی نہ ردِّ فضائل و نفیِ کمالاتِ غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا و رسول سے شرما اور اس حرکتِ بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضلِ الٰہی پر مدار ہے۔

---

[1] شاہ عبد الحق محدث دہلوی : مدارج النبوۃ ج۲ ص۶۸ (مطبوعہ نولکشور، کان پور)

[2] مسلم بن الحجاج : مسلم شریف ج۱ ص۱۱۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی

Marfat.com

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی اور جو اب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ قمر التمام فی نفی الظل عن سیّد الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، انشاء اللہ تعالےٰ بیانِ شافی پائے گا اور مرشدِ کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور بہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ ورخشندہ ذی شعاع واضاءت بلکہ معدنِ انوار وافضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جنابِ الٰہی نام نور انہیں کو زیبا اور ان کے ماورا کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہی کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ پیشوایانِ دین کا دأب اِن معاملات میں ہمیشہ قبول وتسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ اور اس کے سوا اور فوائدِ شریفہ وابحاثِ لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا انشاء اللہ تعالےٰ لطفِ جانفزا پائے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہٖ و اصحٰبہٖ واصھارہٖ وانصارہٖ واتباعہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

کتبہ عبدہ المذنب

احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com